اچھے اور برے ناموں کے اثرات کی شرعی حقیقت

مفتی سید انور شاہ
استاذ جامعہ بیت السلام، کراچی

اسلام وہ دینِ فطرت ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس میں زندگی کے ہر شعبہ اور گوشہ کے متعلق احکامات اور ہدایات موجود ہیں، جن میں نقص و کمی، دشواری و تنگی اور ظلم و زیادتی نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس کی پاکیزہ تعلیمات ایسی جامع، مکمل اور مفید ہیں کہ ہر ایک کے لیے، ہر جگہ، ہر زمانے اور ہر حالت میں قابلِ عمل اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہیں۔ ایک سچے مسلمان کا یہ شیوہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام مراحل اور امور میں اسلام کا صحیح معنوں میں متبع اور پیروکار بننے کی کوشش کرے۔

نومولود بچوں کے لیے عمدہ، دلکش اور بامعنی نام، جس سے اسلامی تشخص جھلکتا ہو تجویز کرنے، مہمل، بے معنی، غلط اور برے معانی کے حامل نام سے احتراز کرنے کے متعلق شریعت کے مفصل احکام و ہدایات موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جسے نظرانداز کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں۔ یوں تو ناموں کا موضوع دوسرے مذاہب اور دیگر اقوامِ عالم میں بھی اہمیت کا حامل رہا ہے، لیکن شریعت نے جس باریک بینی سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے متعلق مکمل رہنمائی فرمائی ہے، دنیا کے کسی بھی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

نوزائیدہ بچے کے لیے باپ کی طرف سے سب سے پہلا اور بہترین تحفہ

نام انسان کے تعارف کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعے وہ مخاطب کیا جاتا ہے، اسی سے انسان کی معاشرہ میں شناخت ہوتی ہے۔ بغیر نام کے اس کی شناخت اور پہچان دشوار ہے، اس لیے ہر زمانے میں اور ہر قوم میں نام کا رواج رہا ہے۔ نام بچے کے لیے زیب و زینت کا سامان ہے۔ اچھے، بامعنی اور دلکش نام سے دل میں اس کی عظمت قائم ہوتی ہے، جبکہ برے نام طبیعت پر گراں گزرتے ہیں، جس کا اثر بعض اوقات اس نام والے کو بھدّا بنا دیتا ہے۔ نام باپ اور سرپرست کی طرف سے وہ قیمتی تحفہ ہے جو انسان

کے ساتھ دنیا وآخرت میں ہمیشہ لگا رہتا ہے، کہیں جدا نہیں ہوتا، جس طرح آدمی نام سے دنیا میں جانا پہچانا جاتا ہے، ویسے ہی آخرت میں بھی اس کی شناخت اسی سے ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے مسلمانوں کو اپنے بچوں کے لیے اچھا، دلکش اور بامعنی نام رکھنے کا حکم دیا اور اس کو والدین پر اولاد کا حق قرار دیا، اور جن ناموں کے معانی اچھے نہیں ان کو رکھنے سے منع کیا۔

عمدہ نام اولاد کا والدین پر اہم حق ہے

بہر حال بچوں کے والدین پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ایک اہم ترین حق یہ ہے کہ بچہ کا اچھا نام رکھا جائے۔

خوبصورت، اور دلکش نام کا انتخاب اور برے ناموں سے اجتناب احادیث کی روشنی

آیئے! بچوں کے اچھے، بامعنی اور دلکش نام تجویز کرنے، مہمل، بے معنی اور برے ناموں سے احتراز کرنے کے سلسلے میں چند احادیثِ طیبہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ باپ پر بچے کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا اچھا اور عمدہ نام رکھے اور اس کو حسنِ ادب سے آراستہ کرے:

۱-''عن أبي سعيدؓ وابن عباسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من ولد لهٗ ولد فليحسن اسمه وأدبه الخ.'' (شعب الإيمان: ۱۳۷/ ۱۱، حقوق الأولاد، رقم الحديث: ۸۶۵۸)

ایک حدیث میں جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا نام باپ کی جانب سے پہلا اور بہترین تحفہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

۲-''أوّلماينحل الرجل ولده اسمهٗ، فليحسن اسمه.''

(جمع الجوامع: ۲۸۵/ ۳، حرف الهمزة مع النون، رقم الحديث: ۸۸۷۵، دار الكتب العلمية)

یعنی ''آدمی اپنے بچے کو سب سے پہلا تحفہ نام کا دیتا ہے، اس لیے بچے کا اچھا نام رکھنا چاہیے۔''

۳-''عن أبي الدرداءؓ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم، وأسماء آبائكم، فأحسنوا أسماءكم.''

(أبوداؤد: ۲۸۷/ ٤، باب في تغيير الأسماء)

یعنی ''قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔''

مذکورہ بالا احادیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ:

①- باپ پر بچے کا ایک بنیادی اور اہم حق یہ بھی ہے کہ اس کے لیے اچھے سے اچھا نام تجویز کرے، لہٰذا باپ کو چاہیے کہ بچے کے اس حق میں کوتاہی اور غفلت سے کام نہ لے۔

②- نوزائیدہ بچے کے لیے سب سے پہلا اور بہترین تحفہ جو باپ اسے دے سکتا ہے وہ اچھا نام ہے؛ لہٰذا خوب سے خوب تر تحفہ دینے کی کوشش کرے۔

③- قیامت کے دن اپنے اور باپ کے نام سے پکارا جائے گا کہ فلاں آدمی جو فلاں کا بیٹا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ میدانِ حشر میں اگر کوئی برے نام سے پکارا گیا تو اس بھرے مجمع میں بڑی خفت اور سبکی ہوگی، اس لیے وہ دن آنے سے پہلے توجہ دی جائے اور خود یا کسی اللہ والے عالم سے اچھا نام منتخب کرالیا جائے۔

یاد رکھیے: نام رکھنے کا مقصد محض تعارف اور پہچان نہیں، بلکہ درحقیقت مذہب کی شناخت اس سے وابستہ ہے۔ فکر وعقیدہ کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے؛ اس لیے اس سلسلے میں احادیثِ طیبہ میں خصوصی ہدایات دی گئیں ہیں۔ اچھے، دلکش اور بامعنی ناموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور ایسے ناموں سے منع کیا گیا ہے جو برے معانی کے حامل ہوں۔

ناموں کے متعلق پیغمبرِ اسلام کی اصلاحات اور زمانۂ جاہلیت کا نظریہ

عرب معاشرہ شرک وبت پرستی اور نخوت وتکبر جیسے عیوب سے آلودہ ہو چکا تھا، ان عیوب کا اثر ان کے ناموں پر بھی پڑ گیا تھا، چنانچہ وہ اپنے لیے یا تو ایسے نام رکھنا پسند کرتے تھے، جن میں شرک وبت پرستی کا معنی موجود ہوتا، یا ایسے نام اختیار کرتے تھے جن میں جرأت، بہادری، تکبر وغرور اور بڑائی کا معنی موجود ہوتا۔ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ابوالرقیش اعرابی سے کسی نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے لیے کلب (کتا)، ذئب (بھیڑیا) جیسے برے نام تجویز کرتے ہو، جب کہ اپنے غلاموں کے لیے مرزوق (رزق دیا ہوا)، رباح (نفع پانے والا) جیسے عمدہ اور اچھے نام رکھتے ہو؟ ابوالرقیش اعرابی نے جواب میں کہا: بیٹوں کے نام دشمنوں کے لیے اور غلاموں کے نام اپنے لیے رکھتے ہیں، یعنی غلام تو اپنی خدمت اور فائدہ حاصل کرنے کے لیے رکھے جاتے ہیں؛ اس لیے ان کے یہ نام رکھے گئے۔ اور اولاد چونکہ دشمنوں کے خلاف سینہ سپر ہوکر جنگ کرتی ہے، اس لیے ان کے لیے یہ نام تجویز کیے گئے، تاکہ ان کے نام سنتے ہی دشمن مرعوب ہوجائے۔ (السيرة النبوية لابن هشام: ۲/ ۱)

بہرحال عرب معاشرہ میں شرکیہ نام اور دیگر برے معانی پر مشتمل نام رائج ہو چکے تھے، چنانچہ عبدالعزیٰ (عزیٰ بت کا بندہ)، عبد الكعبة (کعبہ کا بندہ)، عبد الشمس (سورج کا بندہ)،

غراب (کوا)، عاص (گنہگار) جیسے برے نام ان میں عام ہو چکے تھے۔ اپنی بہادری اور بڑائی جتانے کے لیے بعض اوقات وہ جنگلی درندوں کے نام بھی رکھ دیتے تھے، مثلاً: لیث (شیر)، أسد (شیر)،ذئب (بھڑیا) وغیرہ۔

اسلام جو توحید اور امن وسلامتی کا دین ہے، تکبر ونخوت جیسے برے اوصاف سے بیزار ہے، اس لیے اس سلسلے میں حضور پاک ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی اسلام قبول کرتا اور اس کا نام قابلِ اصلاح ہوتا تو آپ ﷺ نہایت اہتمام سے اس کے نام کی اصلاح فرماتے تھے، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ’’أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح ‘‘، یعنی حضور ﷺ برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدلتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا، اس وفد میں ایک صاحب کا نام ’’أصرم ‘‘ تھا۔ آپ نے اسی آدمی سے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: ’’أصرم‘‘ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم ’’زُرعة‘‘ ہو۔ (أبوداؤد :۳۰۸/ ۷، باب في تغییر الاسم القبیح)

أصرم کا معنی ہے: کاٹنے والا، قطع کلام وتعلق کرنے والا، جو کہ ایک منفی اور غلط معنی ہے، زُرعة کا معنی کھیتی یا بیج کے ہیں، یعنی دوسرے کو نفع پہنچانے والا جو ایک اچھا اور مثبت معنی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ایک لڑکی کا نام جمیلة رکھ دیا، جس کا پہلا نام عاصیة (گناہگار) تھا۔ غزوۂ حنین کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: آپ کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: غراب۔ (غراب کوے کو کہتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: آج سے تم غراب نہیں، بلکہ مسلم ہو: (الأدب المفرد باب/ ۸۲٤/ ۱)

ان چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں، ورنہ کتبِ احادیث میں اس جیسی بہت سی مثالیں ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نظر میں ناموں کی غیر معمولی اہمیت تھی، جو نام قابلِ اصلاح ہوتا آپ ﷺ نہایت اہتمام سے اس کی اصلاح فرماتے تھے۔

شخصیت پر اچھے اور برے نام کے اثرات

یوں تو دیکھنے میں نام رکھنا ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوتی ہے، بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ’’نام میں کیا رکھا ہے؟‘‘ حالانکہ یہ انتہائی غلط بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بچوں کی شخصیت اور کردار پر اچھے نام کے اچھے اثرات پڑتے ہیں، جبکہ برے نام کے ممکنہ برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، اس لیے شریعت نے معنی ومفہوم کے اعتبار سے اچھا نام رکھنے کا حکم دیا، تاکہ بچے کی زندگی کی شروعات کی پہلی اینٹ درست طور پر رکھی جائے۔ مشہور محدث اور فقیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: اپنی اولاد اور خادم وغیرہ کے لیے اچھے نام کا انتخاب کرنا سنت ہے، کیونکہ بسا اوقات برا نام تقدیر کے موافق ہو

جاتا ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام خسار (جس کے معنی گھاٹے اور نقصان کے ہے) رکھے تو ہوسکتا ہے کہ کسی موقع پر خود وہ شخص یا اس کا بیٹا تقدیرِ الٰہی کے تحت خسارہ میں مبتلا ہوجائے اور اس کے نتیجے میں لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ اس کا خسارہ اور نقصان میں مبتلا ہونا نام کی وجہ سے ہے اور بات یہاں تک پہنچ جائے کہ لوگ اس کو منحوس جاننے لگیں اور اس کی ہم نشینی سے احتراز کرنے لگ جائیں۔ (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ٢٩٠٠/ ٧، باب الفال والطيرة. وكذا في مظاهر حق: ٣٠٠/ ٥)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باقاعدہ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ: لوگوں کے پاس ایسے آدمیوں کو قاصد بنا کر بھیجا کرو، جو خوبصورت اور اچھے نام والے ہوں۔ علماء لکھتے ہیں: ''اس کا سبب نفسیاتی تھا، اچھے نام اور اچھی صورت کا مخاطب پر اچھا اثر پڑتا ہے۔'' (إحياء علوم الدين: ١٠٦/ ٤، بيان حقيقة النعمة)

لہٰذا جس طرح والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگہداشت وحفاظت کریں، ان کی نشوونما اور بہترین تعلیم وتربیت کی فکر کریں، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ والدین بچوں کے لیے اچھے نام تجویز کریں۔ غرض انسان کی شخصیت پر نام کا اثر پڑتا ہے۔ اچھے ناموں کے اچھے اور برے ناموں کے برے اثرات ہوتے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں یہ واقعہ منقول ہے: حضرت عبدالحمید ابن جبیرؒ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ میرے دادا جن کا نام حزن تھا، وہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام حزن (جس کا مطلب ہے سخت اور دشوار گزار زمین) ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے، لہٰذا میں تمہارا نام تبدیل کرکے حزن کے بجائے سہل رکھ لیتا ہوں۔ (سہل کا معنی ہے کہ نرم اور ہموار زمین جہاں انسان کو آرام ملے) اس پر میرے دادا نے کہا کہ میرے باپ نے میرے لیے جو نام رکھا ہے، میں اس کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اس کے بعد سے ہمارے خاندان میں ہمیشہ سختی رہی۔'' (بخاري: ٩١٤/ ٢/ في الأدب: باب اسم الحزن. وكذا في سنن أبي داؤد: ٦٧٧/ ٢/ باب في تغيير الاسم القبيح)

نام کے اثر انداز ہونے کے متعلق ایک عجیب واقعہ

اس سلسلے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ عجیب وغریب واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیں: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک انجان شخص حاضر ہوا، سلام ودعا اور خیر وخبر کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا: تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: جمرة (انگارہ)، دریافت کیا: کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: شہاب (آگ کا شعلہ)، پوچھا کہ کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس شخص نے

کہا: حرقۃ (سوخت شدہ، جلا شدہ بستی) سے، آپ نے سوال کیا، تمہاری رہائش کہاں ہے؟ جواب دیا: حرۃ النار (آگ کی سرزمین)، آپ نے پھر سوال کیا، کونسی جگہ میں؟ اس آدمی نے کہا: ذات لظی (آگ کے شعلوں سے بھڑکنے والا ٹیلہ) میں، یہ سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جلدی اپنے گھر والوں کی خبر لو! وہ سب آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے ہیں۔ جب اس نے جا کر دیکھا تو ویسے ہی پایا، جیسا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ (الموطا للإمام مالك: ۹۷۳/ ۲، باب مایکرہ من الأسماء. وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ۲۹۰۰/ ۷، باب الفال والطيرة)

ان دونوں واقعات میں آپ نے دیکھا کہ برے ناموں نے کیسا برا اثر کر کے دکھایا؟ پہلے واقعہ میں برے نام کی وجہ سے پورے خاندان میں سختی باقی رہی، جبکہ دوسرے واقعہ میں برے ناموں کی نحوست سے پورا گھرانا جل کر خاکستر ہوگیا۔ کتبِ احادیث میں اس جیسے اور بھی بہت سارے واقعات منقول ہیں، جن کو طوالت کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحفة المودود باحكام المولود اور حافظ علامہ ابن حجر العسقلانیؒ نے الإصابة في تمييز الصحابةؓ میں اس قسم کے کئی واقعات ذکر کیے ہیں۔ باذوق حضرات وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

نام کا اثر اور جدید سائنس

شخصیت پر اچھے اور برے ناموں کے اثرات پڑنے کو جدید سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے، چنانچہ ''سنتِ نبوی اور جدید سائنس'' میں ہے:

''جدید سائنس نے اچھے ناموں کو پسند کیا ہے، ان کی پسند دراصل ناموں کے الفاظ اور پھر ان کے اثرات کی وجہ سے ہے۔ پیرا سائکالوجی کے ماہر پروفیسر پیرل ماسٹر نے اپنی حالیہ تحقیق میں انکشاف کیا ہے کہ نام زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں، حتیٰ کہ نام کے الفاظ کا ترجمہ بھی اپنے فوائد اور اثرات بدل دیتا ہے۔'' (سنتِ نبوی اور جدید سائنس: ۱/ ۳۰۳)

ناموں کی نفسیات پر تحقیق کرنے والے یونیورسٹی آف ایریزونا کے ماہرِ نفسیات ڈیوڈ زو کہتے ہیں کہ آپ کا نام، آپ کی شناخت سب سے اہم عنصر ہے اور اسی کی مدد سے لوگ آپ سے بات کرتے ہیں تو دوسروں کے ذہنوں میں آپ کی شبیہ بھی اسی کی وجہ سے بنتی ہے۔'' (بی بی سی نیوز: ۲۵ جولائی ۲۰۲۱ء)

کچھ عرصہ پہلے میں نے ایک اخبار میں پڑھا کہ حال ہی میں سائنسی ماہرین نے ایک تحقیق پیش کی ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ انسانی شخصیت اور ناموں کے درمیان تعلق محض انہیں ایک انفرادی پہچان دینے کی حد تک نہیں ہے، بلکہ اس کے اثرات زندگی بھر انسانی شخصیت پر مختلف انداز میں جاری رہتے ہیں۔ اس تحقیق کے لیے ماہرین نے امریکہ اور کینیڈا میں سوشل سیکورٹی کا ریکارڈ جانچ اندازے قائم

کیے اور پھر اس مقصد کے لیے لوگوں کے نام، ان کی جائے پیدائش یا جائے رہائش، پیشہ اور دیگر عوامل کے بیچ ممکنہ تعلقات کو جاننے کی کوشش کی گئی۔ ماہرین نے اس مشاہدے میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ بہت سے لوگ ایسے پیشوں کا انتخاب بھی کرتے ہوئے پائے گئے، جن کا تعلق ان کے نام سے کسی حد تک قائم کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا احادیثِ طیبہ، مستند واقعات اور سائنسی تحقیقات اور دیگر معتبر تفصیلات سے واضح ہوا کہ اچھے ناموں کے اچھے اور برے ناموں کے ممکنہ برے نتائج پڑ سکتے ہیں، اس لیے والدین کو چاہیے کہ اس معاملے کی اہمیت اور حساسیت کو جان کر اپنے بچوں کے لیے بامعنی، اچھے اور دلکش ناموں کا انتخاب کریں۔ یہاں اس بات کی بھی وضاحت کردوں کہ ناموں میں یہ اثر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے، نام بذاتِ خود نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اس لیے اس کو مؤثر بالذات سمجھنا ہرگز درست نہیں، نیز یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک پر ضرور بالضرور نام کے اثرات مرتب ہی ہوں گے، بلکہ ہوسکتا ہے کسی فرد پر نام کے اثرات مرتب نہ ہوں، لیکن عام طور پر ہوتا یہی ہے کہ نام کے ممکنہ اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔

ناموں کے سلسلے میں ہماری کوتاہی اور غفلت

ناموں کے متعلق شریعت کی طرف سے اتنی زیادہ تاکید اور ترغیب وترہیب کے باوجود اس وقت مسلم معاشرہ غفلت، زبوں حالی اور جدت پسندی کا شکار ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات ہمارے ننھے منے، جان سے پیارے بچے بدقسمتی سے صحیح اسلامی ناموں سے محروم ہوجاتے ہیں۔

جدت پسندی کا بھوت

آج کل لوگوں کا یہ مزاج بنتا جارہا ہے کہ بچوں کے ناموں میں جدت ہو۔ ایسا نام رکھا جائے جو پڑوس، محلہ اور آس پاس کی آبادی اور اہلِ قرابت میں سے کسی کا نہ ہو، خواہ اس کا معنی اور مفہوم کچھ بھی نکلتا ہو، چنانچہ بعض اوقات جدت پسندی کے جنون میں لوگ ایسے نئے نئے نام تجویز کرتے ہیں جو یا بے معنی اور مہمل قسم کے ہوتے ہیں یا غلط معانی کے حامل ہوتے ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ معارف القرآن میں رقم طراز ہیں:

> ’’کچھ لوگ تو وہ ہیں جنھوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیا ہے، ان کی صورت وسیرت سے پہلے بھی ان کا مسلمان سمجھنا مشکل تھا، ان کے نام سے پتہ چل جاتا تھا، اب نئے انگریزی طرز کے نام رکھے جانے لگے۔‘‘ (معارف القرآن: ۴/ ۱۳۲)

قرآن کریم سے نام تجویز کرنے کی شرعی حیثیت اور دلچسپ واقعہ

بعض سادہ لوح ناواقف مسلمانوں میں یہ رجحان بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم سے نام

تجویز کرنے کو خیر و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ اس کا معنی اور مطلب کیا ہے؟

آیا یہ نام مناسب بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ ایک مسجد کے نمازی نے اپنی بچی کا نام ''لِنتَ'' رکھا۔ مسجد کے امام صاحب نے تبدیل کرنے کا کہا تو جواب ملا کہ بچی کی دادی کو دورانِ تلاوت یہ لفظ پسند آیا تھا، اس لیے رکھا ہے، لہٰذا دادی کی خوشی کی خاطر اس نام کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ حضرت مولانا مفتی مہربان علی بڑوتی صاحبؒ نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ شہر مظفر نگر کے دیہات میں ایک عورت نے جو ذرا قرآن کریم پڑھنا جانتی تھی، اس کے یہاں یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس نے اپنے کو خواندہ سمجھتے ہوئے بچیوں کے نام تجویز کرنے کے لیے قرآن کریم سے ''سورۂ کوثر'' کا انتخاب کیا، چنانچہ بڑی بچی کا نام ''کوثر'' رکھا۔ دوسری کا نام ''وانحر'' تجویز کیا۔ اور تیسری کا نام ''أبتر'' مقرر کیا۔ کوثر اور وانحر کے معنی تو بحیثیتِ نام کسی حد تک درست بھی ہیں، لیکن آخری لفظ ''ابتر'' کا معنی تو بالکل غلط ہے جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ (مسلمانوں کے نام اور ان کے احکام: ۱/ ۱۳)

ایسے لوگوں کو بطور اصلاح کچھ کہا جائے تو سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم سے رکھے ہوئے ناموں کو تبدیل کرنا کون سے مسئلے کی بات ہے، حالانکہ قرآن کریم سے نام تجویز کرنے کی بات علی الاطلاق درست نہیں ہے، اس لیے کہ قرآن کریم میں حمار، کلب، خنزیر، بقرہ، فرعون، ہامان، قارون وغیرہ کے الفاظ بھی آئے ہیں، تو ان کے طریقِ استدلال کے مطابق ان الفاظ کے ذریعے بھی نام رکھنا صحیح ہونا چاہیے۔

نام اچھا ہونے کا معیار نیز ناول، فلموں اور دیگر غیر شرعی پروگراموں سے نام رکھنے کا حکم

لہٰذا نام کے اچھا یا برا ہونے کا معیار یہ نہیں کہ وہ نام پسند آجائے یا وہ قرآن کریم میں مذکور ہو، بلکہ اچھا ہونے کا معیار یہ ہے کہ شریعت کی نظر میں بھی وہ نام اچھا ہو۔ اسی طرح بعض لوگ اسلامی ہدایات کے برخلاف ناول، افسانوں، فلموں، ڈراموں اور دیگر غیر شرعی پروگراموں سے نام اخذ کر کے رکھتے ہیں، حالانکہ وہ نام یا تو فرضی ہوتے ہیں یا سراسر غیر اسلامی، بلکہ بسا اوقات اس میں مذاہبِ باطلہ کی آمیزش ہوتی ہے جو انتہائی افسوس کن اور قابلِ اصلاح امر ہے۔

یاد رکھئے! نام کی حیثیت ایک قالب کی سی ہے جس میں انسان ڈھلتا ہے۔ نام کا انسان کی فطرت پر نفسانی اثر رہتا ہے۔ اچھے نام والا آدمی اپنے نام کا اچھا اثر محسوس کرتا ہے، چنانچہ جب اس سے پکارا جاتا ہے تو وہ اپنے اندر ایک عجیب طرح کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ اس کے برخلاف جس کا نام اچھا نہیں ہوتا وہ اپنے نفس کو جھنجھوڑتا رہتا ہے۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....